© rasailojaraid.com

افکار و تاثرات

قارئین بنام مدیر

فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی —— طالب ہاشمی
میں ایرانی ایجنٹ ہوں، رشدی کا اعتراف —— بحوالہ "زندگی"
قرآن مجید کی طباعت اور مسلمان حکومتیں —— ع۔ص
رشاد خلیفہ اور معمر قذافی کے ہفوات —— " "
اسرائیلی فوج میں خودکشی کا حیرت انگیز واقعہ —— احمد ندوی

فتنۂ قادیانیت اور مولانا عبدالماجد دریابادی

جولائی ۹۰ء کے الحق میں اس موضوع پر علی ارشد صاحب کا "بلا تبصرہ" مضمون بغور پڑھا مگر احقر یہ سمجھنے سے قاصر رہا کہ آخر اس مضمون کی اشاعت کا مقصد کیا ہے۔ اور موضوع زیر بحث سے اس کا تعلق کیا ہے۔

محترم علی ارشد صاحب نے اس مضمون میں مولانا دریابادی مرحوم کے ۳۰ء کے خیالات نقل کئے ہیں۔ حالانکہ اصل موضوع بحث مولانا دریابادی کے سالہا سال بعد کے موقف سے متعلق تھا۔ یہ کسی نے کبھی نہیں کہا کہ مولانا دریابادی کو مرزائیوں کے تمام عقائد اور خیالات سے اتفاق تھا۔ ہمارا موقف صرف یہ ہے کہ وہ مرزائیوں کو مسلمان سمجھتے تھے۔ اور ان کی تکفیر کو غلط کہتے تھے اپنے اس موقف سے انہوں نے آخری دم تک رجوع نہیں کیا۔ قارئین الحق غور فرمائیں کہ علی ارشد صاحب کے اس مضمون سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا موقف صحیح نہیں۔ مولانا کی ۳۰ء کی ان تحریروں میں بھی خاصا ابہام پایا جاتا ہے لے دے کے ہم ان سے جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے :-

۱۔ انہوں نے ایک سیاسی مسئلہ میں مرزائیوں کے طرز عمل پر تنقید کی ہے۔
۲۔ ایک فرانسیسی مستشرق کی تحریر سے "پیغام صلح" نے جو نتیجہ اخذ کیا اس پر گرفت کی ہے۔
۳۔ مرزائیوں کی ہفوات سے ان کے رہنماؤں محمد علی، خواجہ کمال الدین اور صدر الدین کو بری الذمہ ٹھہرایا ہے ع

(اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
ان کی تحریروں میں جو لولوئے شہوار بکھرے پڑے ہیں۔ اہل نظر کو ان کا بخوبی علم ہے)

۴۔ عجیب انداز میں عدم اتفاق کا اظہار ہے۔ (جزئیہ کا لفظ بھی خوب ہے)

کیا یہ مضمون "کجامی نمائی کجامی زنی" کا مصداق نہیں ہے؟

© rasailojaraid.com